مفتی صباح الدین قاسمی *

سلام کے بعد امام کے رخ پھیر کر بیٹھنے کا مسئلہ

دین پسند اور مسجد سے وابستہ حلقوں میں یہ سوال اکثر زیر بحث آتا ہے کہ نماز با جماعت کی تکمیل کے بعد امام کے لئے مستحب عمل کیا ہے:

آیا وہ مصلیٰ سے فوراً اٹھ جائے یا کچھ دیر مصلیٰ پر بیٹھا رہے؟ اگر بیٹھا رہے تو قبلہ رو بیٹھے یا مقتدیوں کی طرف رخ کرے؟ اگر مقتدیوں کی طرف رخ کرے تو ان کی جانب سیدھے متوجہ ہو کر بیٹھے یا دائیں یا بائیں جانب ترچھے ہو کر؟

نیز یہ کہ پانچوں نمازوں میں یکساں عمل اختیار کرے یا کسی نماز میں قبلہ رو بیٹھے اور کسی میں مقتدیوں کی طرف رخ کرے؟

فقہ میں یہ مسئلہ ' انصراف بعد التسلیم ' کہلاتا ہے۔

حنفی فقہاء کا مسلک:

فقہائے امت نے احادیث و آثار کی روشنی میں ان سوالوں کا شافی جواب فراہم کیا ہے۔ اس باب میں کتب فقہیہ کے استقراء و تتبع سے پتہ چلتا ہے کہ فقہائے احناف کے درمیان اس امر میں کامل اتفاق ہے' کہ فجر و عصر میں نماز با جماعت کی تکمیل کے بعد اگر امام ذکر و دعا کے لئے بیٹھنا چاہے تو اس کی مستحب ہیئت قعود مستقبل الناس ہے یعنی مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے' البتہ علامہ علاؤ الدین کاسانی کی رائے یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان کے نزدیک فجر و عصر میں امام سلام پھیرنے کے بعد اپنی سابق حالت میں اللھم انت السلام الخ کے بقدر بیٹھے' اس کے بعد مقتدیوں کی طرف اپنا رخ پھیر کر بیٹھے چنانچہ فجر و عصر کی بابت فرماتے ہیں کہ:

فان کانت صلاۃ لاتصلی بعدھا سنۃ کالفجر و العصر فان شاء الامام قام وان شاء قعد فی مکانہ یشتغل بالدعاء لانہ' لاتطوع بعد ھاتین الصلاتین فلا مابین بالقعود الا انہ' یکرہ المکث علی ھیئتہ مستقبل القبلۃ لماروی عائشۃ ان

---

* مرکز مذہبی تحقیقات و رہنمائی' علی گڑھ

النبیؐ کان اذا فرغ من الصلاۃ لا یمکث فی مکانہ الا مقدار ان یقول: اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام (بدایع الصنائع ۱/ ۴۳۲)

ترجمہ: جس نماز کے بعد سنت نہیں پڑھی جاتی جیسے فجر اور عصر ان میں اگر امام چاہے تو سلام پھیرنے کے بعد اٹھ جائے یا اپنی جگہ پر بیٹھ کر دعا وغیرہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے۔ البتہ قبلہ رو اور اپنی ہیئت پر بیٹھے رہنا مکروہ ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ کی روایت کے مطابق نبی ﷺ نماز پڑھانے کے بعد اپنی جگہ صرف اللھم انت السلام الخ کے بقدر ہی ٹھہرتے تھے۔

ظہر، مغرب اور عشاء میں امام کے لئے مستحب عمل کے بارے میں فقہائے احناف کے درمیان چار مختلف رائیں پائی جاتی ہیں:

(۱) پہلی رائے یہ ہے کہ امام ذرا دیر قبلہ رو بیٹھ کر مختصر ذکر و دعا کے بعد نوافل کیلئے اٹھ جائے، نصوص فقہیہ میں اگرچہ صرف ذکر و دعا کا ذکر ہے اور سلام پھیرنے کے بعد قبلہ رو بیٹھنے کی صراحت نہیں ہے، تاہم قرینہ سے یہی متعین ہوتا ہے، کیونکہ اگر اس مختصر ذکر دعا کے لئے رخ پھیرنا مراد ہوتا تو ہیئت کی اس تبدیلی کا صراحتاً ذکر ہوتا، یہی رائے فتاویٰ دارالعلوم مین اختیار کی گئی (۲/ ۱۹۵) اور مسجدوں میں حنفی ائمہ کا عمل بھی عموماً اسی پر ہے، اس رائے کا ذکر فقہ کی متعدد کتب میں موجود ہے۔

فتاوی ہندیہ عالمگیریہ میں تحریر ہے:

و فی الحجۃ الامام اذا فرغ من الظھر و المغرب و العشاء یشرع فی السنۃ و لا یشغل بادعیۃ طویلۃ کذا فی التتار خانیۃ لا (۱/ ۷۷)

کتاب حجۃ میں مذکور ہے کہ جب امام ظہر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھا چکے تو سنت پڑھنا شروع کر دے طویل دعاؤں میں مشغول نہ ہو یہی مسئلہ تاتارخانیہ میں ہے۔

ردالمحتار میں ہے:

یکرہ تاخیر السنۃ الابقدر اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام، اللھم انت السلام الخ سے زیادہ سنت پڑھنے میں تاخیر کرنا مکروہ ہے۔ (۱/ ۳۵۶)

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ امام سلام کے بعد بیٹھنے کے بجائے فوراً اٹھ کھڑا ہوگا اور اپنی جگہ سے ہٹ کر نوافل پڑھے گا، یہ رائے علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع کی ہے، چنانچہ ظہر و مغرب اور عشاء کی بابت فرماتے ہیں۔

و ان کانت صلاۃ بعدھا سنۃ یکرہ لہ، المکث قاعداً و کراھۃ القعود مرویۃ عن الصحابۃ، روی عن ابی بکرؓ و عمرؓ انھما کانا اذا فرغا من الصلوۃ قاما کانھا

على الرصف ولأن المكث يوجب اشتباه الامر على الداخل فلا يمكث ولكن يقوم و يتنحى عن ذالك المكان ثم يتنفل لما روى عن النبى انه قال: ايعجز احدكم اذا فرغ من صلاته ان يتقدم او يتاخر (بدائع ۱/۴۳۲)

ترجمہ: جس نماز کے بعد سنت ہے اس میں امام کے لئے سلام کے بعد بیٹھے رہنا مکروہ ہے یہ کراہت صحابہؓ سے مروی ہے، حضرات ابوبکر و عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ دونوں جب نماز پڑھا چکے مصلی سے ایسے اٹھ کھڑے ہوتے جیسے گرم پتھر پر بیٹھے ہوں، دوسری بات یہ ہے کہ مصلی پر بیٹھے رہنا نئے آنے والے نمازی کو اس شبہ میں ڈال سکتا ہے کہ امام ابھی نماز جماعت ہی کی حالت میں ہے اس لئے امام اپنی جگہ پر ٹھہرنے کی بجائے اٹھ جائے گا اور اس جگہ سے ہٹ کر نفل پڑھے گا، کیونکہ نبیؐ سے یہ قول مروی ہے کہ: کیا تم اس بات سے عاجز ہو کہ جب نماز پڑھ چکو تو آگے یا پیچھے کھسک جاؤ۔

لمعات حاشیہ مشکوۃ میں ہے:

انه قد اختلف الروايات حديثا و قديما فى انه هل يقوم بعد اداء الفريضة متصلا او يمكث شافى مكانه قاعدا ... فالمختار انه يقوم من غير لبث ان كان فى صلاة بعدها تتطوع وكذالك الامام، وقال علماءنا اذا سلم الامام من الظهر او المغرب او العشاء كره له المكث قاعدا ... فان شاء ان يصلى تطوعا ... وان شاء رجع فى بيته يتطوع (لمعات ۸۸)

ترجمہ: روایتیں اس مسئلہ میں مختلف ہیں کہ نمازی فرض ادا کر لینے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہو یا اپنی جگہ بیٹھا رہے ... جس نماز کے بعد سنت ہے اس میں پسندیدہ یہ ہے کہ نمازی فوراً اٹھ کھڑا ہو۔ امام کا مسئلہ بھی یہی ہے حنفی علماء کا مسلک یہ ہے کہ جب امام ظہر، مغرب یا عشاء میں سلام پھیر لے تو اس کے لئے بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔ وہ چاہے تو مسجد میں ہی نفل پڑھے یا گھر واپس ہو کر پڑھے۔

(۳) تیسری رائے یہ ہے کہ امام سلام پھیرنے کے بعد پہلے نوافل پڑھے۔ پھر مقتدیوں کی طرف رخ کرکے بیٹھے۔ اس رائے کا ذکر نور الایضاح اور اس کی شرح مراقی الفلاح اور حاشیہ طحطاوی میں ہے۔

و يستحب للامام بعد سلامه ان يتحول التطوع بعد الفرض و يستحب ان يستقبل بعده (بعد التطوع) الناس و يستغفرون الله ثلاثا و يقرأون اية الكرسى و المعوذات و يسبحون الله تعالى ثلاثا و ثلاثين و يحمدونه كذالك، و يكبرونه كذالك ثم يقولون لا اله الا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، و هو

علی کل شئی قدیر ثم یدعون لانفسھم وللمسلمین رافعی ایدیھم ثم یمسحون بھا وجوھھم فی اخرہ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ج/۱۷۱)

ترجمہ: سلام پھیرنے کے بعد امام کے لئے، مستحب یہ ہے کہ اپنی جگہ سے نفل کے لئے ہٹ جائے، نیز یہ بھی مستحب ہے کہ وہ نفل کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے اذکار و وظائف پڑھے، پھر ہاتھ اٹھا کر اپنے لئے اور مسلمانوں کے لئے دعا کرے۔

(۴) چوتھی رائے یہ ہے کہ فجر و عصر ہی کی طرح ظہر مغرب اور عشاء میں بھی امام سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ سکتا ہے، یہ رائے حکیم الاسلام اشرف علی تھانوی کی ہے۔

معلوم ہوا کہ انحراف کی حکمت زوال اشتباہ ہے اور جن نمازوں کے بعد تطوع مشروع ہے، وہاں زوال اشتباہ تبدیل مکان کر کے تطوع شروع کرنے سے ہو سکتا ہے، اور جس نماز کے بعد تطوع نہیں ہے جیسے فجر و عصر وہاں زوال اشتباہ انحراف کے ذریعہ سہل ہے اس لئے ان دو نمازوں (فجر و عصر) کی (انحراف کے لئے) تخصیص کی گئی، لیکن تخصیص بایں معنی نہیں کہ ان میں موکد ہو اوروں میں مشروع نہ ہو۔ (امداد الفتاوی ۱/۹۲)

خلاصہ آراء:

فقہاء کی مذکورہ رایوں کا خلاصہ حسب ذیل ہے: فجر و عصر سے متعلق دو رائیں ہیں اور ظہر، مغرب اور عشاء سے متعلق چار رائیں:

فجر و عصر: اول

قعود مستقبل الناس (یعنی ہیئت تبدیل کر کے مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا اور قدرے طویل اذکار پڑھنا، اس کے قائل جمہور احناف ہیں۔

دوم: پہلے سابق ہیئت پر اللھم انت السلام الخ کے بقدر بیٹھنا، اس کے بعد قعود مستقبل الناس یعنی مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا۔ اس کے قائل علامہ کاسانی ہیں۔

ظہر، مغرب، عشاء اول:

سابق ہیئت میں یعنی قبلہ رو بقدر اللھم انت السلام الخ بیٹھ کر اٹھ جانا (اس کے قائل جمہور احناف یعنی شامی، طحاوی، عالمگیری وغیرہ ہیں)

دوم: سلام پھیرنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑا ہونا۔ یہ رائے علامہ کاسانی صاحب بدائع الصنائع کی ہے)

سوم: فرض کی بجائے نفل کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا (اس رائے کے قائل علامہ شرنبلالی صاحب نور الایضاح ہیں)

چہارم: مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا فجر و عصر کی فرض نمازوں کے ساتھ ظہر مغرب اور عشاء میں بھی مشروع ہے۔ (یہ قول علامہ اشرف علی تھانوی کا ہے)

اگر یہ مختلف رائیں از روئے تلفیق صحیح جمع کر لی جائیں تو ایک پانچویں رائے بھی بن سکتی ہے جو غالباً مختلف احادیث و آثار کی بہترین تطبیق پر مبنی ہوگی اور اقرب الی السنہ قرار پائے گی جو کہ حسب ذیل ہے:

فجر و عصر میں: قعود مستقبل القبلہ بقدر اللھم انت السلام الخ (کاسانی) + قعود مستقبل الناس (جمہور احناف) = قعود مستقبل القبلہ و مستقبل الناس یعنی سلام پھیرنے کے متصلا بعد اللھم انت السلام کے بقدر قبلہ رو پڑھے اس کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے۔

ظہر مغرب اور عشا میں:

قعود مستقبل القبلہ بقدر اللھم انت السلام الخ (جمہور) + قعود مستقبل الناس (تھانوی؛ نیز ایک معنی میں شرنبلانی) = قعود مستقبل القبلہ و مستقبل الناس یعنی سلام پھیرنے کے متصلا بعد اللھم انت السلام کے بقدر قبلہ رو پڑھ کر مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے بیٹھے۔

احادیث باب:

فقہاء کی رأیوں کا جائزہ لینے سے پہلے ضروری ہے کہ ایک نظر ان احادیث پر ڈال لی جائے جن پر ان حضرات نے اپنی راؤں کے حق میں استدلال کی بنیاد رکھی ہے۔

۱۔ عن النبی ﷺ قال ...... صلوا کما رأیتمونی اصلی (البخاری باب الاذان)
نبیؐ نے فرمایا: تم لوگ اسی طرح نماز پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے رہے ہو۔

۲۔ عن عائشۃؓ کان رسول اللہ ﷺ یستفتح الصلوۃ بالتکبیر و کان یختم الصلاۃ بالتسلیم (مسلم ۱/۱۹۴) ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول ﷺ تکبیر سے نماز شروع کرتے اور سلام سے ختم کرتے۔

۳۔ عن عائشہ قالت: کان رسول اللہ اذا سلم لایقعد الامقدار مایقول: اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام (ترمذی ۱/۳۹)

ام المومنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو بس اتنی ہی دیر بیٹھے رہتے جتنی دیر میں اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام پڑھ لیتے۔ یعنی اے اللہ تو سلامتی ہے، سلامتی تجھی سے ہے، تو بابرکت ہے، اے بزرگی اور بخشش والے!

۴۔ عن ثوبان مولی رسول اللہ ﷺ قال: کان رسول اللہ ﷺ اذا ار اد

ان ینصرف من صلاته استغفر ثلاث مرات ثم قال: اللهم انت السلام و منک السلام تبارکت یا ذالجلال و الاکرام (ترمذی ۱/۳۹)

رسول ﷺ کے آزاد کردہ حضرت ثوبانؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ جب اپنی نماز سے الگ ہونا چاہتے تو تین بار استغفار کر کے للهم انت السلام الخ فرماتے۔

۵۔　و قد روی عن النبی ﷺ انه کان یقول بعد التسلیم: لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک و له الحمد یحیی و یمیت و هو علی کل شئی قدیر، اللهم لا مانع لما اعطیت و لا معطی لما منعت و لا ینفع الجد منک الجد (ترمذی ۱/۳۹)

نبی ﷺ سلام پھیرنے کے بعد حسب ذیل ذکر کرتے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے کوئی اس کا شریک نہیں، بادشاہی اسی کی ہے، حمد و ثنا اسی کے لئے ہے، وہی مارتا اور جلاتا ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ! جو تو دینا چاہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور جو تو نہ دینا چاہے اسے کوئی دے نہیں سکتا۔ کسی نصیبہ ور کا نصیبہ تیرے مقابلہ میں فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔

۶۔　و روی انه کان یقول: سبحان ربک رب العزة عما یصفون و سلام علی المرسلین و الحمدلله رب العالمین (ترمذی ۱/۳۹)

نبی ﷺ یہ ذکر فرماتے: تیرا رب عزت و اقتدار کا مالک پاک ہے اس سے جو لوگ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں، رسولوں پر سلامتی ہے، شکر و تعریف اللہ کے لئے ہے جو دنیا والوں کا رب ہے۔

۷۔　عن سمرة بن جندب قال: کان رسول الله ﷺ اذا صلی صلوة اقبل علینا بوجهه (البخاری بحوالہ مشکوۃ ۸۷)

حضرت سمرہ بن جندب فرماتے ہیں کہ جب رسول کوئی نماز پڑھاتے تو ہماری طرف چہرہ کرتے۔

۸۔　عن انس قال: کان النبی ﷺ ینصرف عن یمینه (مسلم بحوالہ مشکوۃ ۸۷)

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی اپنے دائیں جانب مڑتے تھے۔

۹۔　عن البراء قال: کنا اذا صلینا خلف رسول الله احببنا ان نکون عن یمینه یقبل علینا بوجهه قال: فسمعته یقول: رب قنی عذابک یوم تبعث او تجمع عبادک (مسلم بحوالہ مشکوۃ ۸۷)

حضرت براء بن عازب فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو چاہتے کہ آپ کے دائیں رہیں تا کہ ہماری طرف آپ کا رخ انور ہو، وہ کہتے ہیں کہ میں آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنتا تھا کہ: اے میرے رب! جب تو اپنے بندوں کو دوبارہ زندہ کر کے جمع کرے گا اس روز مجھے اپنے عذاب سے بچا۔

۱۰۔ عن ابن مسعودؓ قال: لا یجعل احدکم للشیطان شیئاً من صلاته یری ان لقا علیه ان لاینصرف الا عن یمینه لقد رأیت رسول الله ﷺ کثیراً ینصرف عن یساره (متفق علیہ بحوالہ مشکوۃ ۸۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا: تم میں سے کوئی یہ سوچ کر اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ بنادے کہ اسے لازماً دائیں ہی جانب مڑنا چاہیے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بارہا اپنے بائیں طرف مڑ کر بیٹھتے دیکھا ہے۔

۱۱۔ عن ابن مسعود قال: کان اکثر انصراف النبی ﷺ من صلاته فی شقه الایسر الی حجرته' (شرح السنۃ بحوالہ مشکوۃ ۸۷)

ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہو کر اکثر اپنے بائیں پہلو یعنی اپنے حجرے کی طرف مڑ کر بیٹھتے تھے۔

۱۲۔ عن علی ابن ابی طالب انه قال: ان کانت حاجته عن یمینه اخذ عن یمنیه و ان کانت حاجته عن یساره اخذ عن یساره (ترمذی ۱/ ٤٠)

حضرت علی بن ابو طالب فرماتے ہیں کہ اگر آپ دائیں طرف مڑنے کی ضرورت محسوس کرتے تو دائیں طرف مڑتے اور بائیں جانب محسوس کرتے تو بائیں مڑتے۔

۱۳۔ عن قبیصة بن هلب عن ابیه قال: کان رسول الله ﷺ یومنا فینصرف علی جانبیه جمیعا علی یمینه و علی شماله (ترمذی ۱/۴۰)

قبیصہ بن ھلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری امامت کر کے دونوں جانب مڑا کرتے تھے دائیں جانب بھی اور بائیں جانب بھی۔

۱۴۔ عن ام سلمة قالت: ان النساء فی عهد رسول الله ﷺ کن اذا سلمن من المکتوبه قمن و ثبت رسول الله ﷺ و من صلی من الرجال ماشاء الله فاذا قام رسول الله ﷺ قام الرجال (البخاری)

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ عہد رسالت میں خواتین جب فرض نماز پڑھ کر سلام پھیر لیتیں تو اٹھ کھڑی ہوتیں اور نبیؐ نیز صحابہ جتنی دیر چاہتے بیٹھے رہتے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو مرد لوگ کھڑے ہوتے۔

۱۵۔ روی ان النبی ﷺ کان اذا فرغ من صلاۃ الفجر استقبل بوجهه اصحابه و قال هل رأی احدکم رویا. (بدائع الصنائع ۱/۴۳۲)

مروی ہے کہ نبی ﷺ جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تو اپنے اصحابہ کی طرف رخ کر کے پوچھتے کہ کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔

۱۶: روی عن ابی بکرؓ وعمر : انہا کانا اذا فرغا من الصلاۃ قاما کانھما علی الرضف (بدائع ۱/۴۳۲)

حضرات ابو بکرؓ و عمرؓ کے بارے میں مروی ہے کہ جب وہ دونوں نماز پڑھا چکے تو اپنی جگہ سے اٹھنے میں اتنی جلدی کرتے جیسے گرم پتھر پر بیٹھے ہوں۔

۱۷۔ عن عطاء الخراسانی عن المغیرۃ قال' قال رسول اللہ ﷺ : لا یصلی الامام فی الموضع الذی صلی فیہ حتی یتحول (ابوداؤد)

عطاء خراسانی حضرت مغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ؐ نے فرمایا امام اسی جگہ نماز نہ پڑھے جس جگہ اس نے نماز پڑھائی ہے' بلکہ ہٹ کر (نفل وسنت) پڑھے۔

۱۸۔ عن ابی ھریرۃؓ عن النبی ﷺ انہ قال : أ یعجز احدکم اذا فرغ من صلاتہ ان یتقدم او یتاخر (بدائع ۱/۴۳۲)

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے اپنے کو عاجز پاتا ہے کہ جب فرض نماز سے فارغ ہو تو ذرا آگے یا پیچھے ہٹ کر نفل پڑھے۔

۱۹۔ عن السائبؓ ان رسول اللہ ﷺ امرنا ان لانوصل بصلاۃ حتی نتکلم او نخرج (مشکوۃ ۱۰۵)

حضرت سائب کہتے ہیں کہ رسول نے ہمیں حکم دیا کہ ہم فرض نماز سے نفل کو ملا کر نہ پڑھیں جب تک کہ ان کے بیچ کوئی کلام یا دعا و اذکار نہ کر لیں یا مسجد سے نکل نہ جائیں یعنی گھر جائیں۔

۲۰۔ عن ابی رمثۃ فی حدیث طویل انہ قام الرجل الذی ادرک معہ' (ای مع رسول اللہ) التکبیرۃ الاولیٰ من الصلوۃ یشفع فوثب عمرؓ فاخذ بمنکبیہ فھزہ ثم قال اجلس فانہ لم یھلک اھل الکتاب الا انہ لم یکن بین صلاتھم فصل فرفع النبی ﷺ بصرہ فقال اصاب اللہ بک یا ابن الخطاب (ابوداؤد بحوالہ مشکوۃ ۸۷)

ابو رمثہ کی طویل حدیث میں مذکور ہے وہ ایک شخص نبی کے پیچھے پوری نماز پڑھ کر دو رکعت سنت کے لئے کھڑا ہو گیا حضرت عمرؓ نے فوراً ہی اس کے دونوں مونڈھوں کو پکڑ کر ہلایا اور فرمایا: بیٹھ جاؤ' اہل کتاب اسی لئے تو ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان فصل نہیں ہوتا تھا' یہ سن کر نبیؐ نے نگاہ اٹھائی اور بولے: اے ابن خطاب! اللہ نے تم سے درست بات کہلوائی۔

۲۱۔ عن النبی ﷺ قال .... صلاۃ المرء فی بیتہ افضل من صلاتہ فی

مسجدی ھذا الا المکتوبہ۔ (ابوداؤد)

نبیؐ نے فرمایا: اپنے گھر میں آدمی کی نماز میری اس مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے سوائے فرض نماز کے۔

احادیث کا مطلب و مفہوم:

ان احادیث سے اسوہ نبوی اور سنت خلفائے راشدین کی جو تصویر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ:

نماز خواہ منفرد کی ہو یا با جماعت، سلام پر اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ امام کی امامت اور مقتدی کی اقتداء مکمل ہو جاتی ہے، اس کے بعد کے اعمال استحبابی ہیں اور باب آداب سے ہیں (حدیث ا، ۲) آنحضور سلام پھیرنے کے بعد اللھم انت السلام الخ کے بقدر ہی بیٹھ کر اذکار پڑھتے (ح ۳)

یہ ذکر کتاب سلام کے بعد مگر انصراف سے پہلے یعنی سابق ہیت میں قبلہ رو بیٹھ کر پڑھتے (ح ۴)

آپؐ سلام پھیرنے کے بعد (اللھم انت السلام الخ کی بجائے) لا الہ الا اللہ الخ یا سبحان ربک رب العزۃ بھی پڑھتے۔ (ح ۵، ۶)

نماز پڑھانے کے بعد آنحضرت مقتدیوں کی جانب رخ فرما کر بیٹھتے (ح ۷) آپ دائیں جانب مائل ہو کر بیٹھتے اور اذکار پڑھتے (ح ۸، ۹) آپ کبھی بائیں جانب بھی مائل ہو کر بیٹھتے، (ح ۱۰، ۱۱) دائیں یا بائیں مائل ہو کر رخ کرنے کا یہ عمل آپ کی جانب سے حسب حاجت ہوتا۔ (ح ۱۲، ۱۳) نماز با جماعت کے بعد خواتین فوراً گھروں کے لئے اٹھ کھڑی ہوتی تھیں، اور حضورؐ (امام) اور آپ کے صحابہ (مقتدی حضرات) بیٹھے رہتے، آپ کے ساتھ ہی صحابہ کرام اٹھتے (ح ۱۴) ایک زمانہ میں جب آپ کو فتح مکہ کے معاملہ میں اشارہ خداوندی کا انتظار تھا تو آپ فجر میں مقتدیوں کی طرف انصراف کے بعد یہ بھی فرماتے کہ کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا (ح ۱۵) حضرات شیخین ابوبکرؓ و عمر نماز پڑھانے کے بعد فی الفور اٹھ کھڑے ہوتے جیسے کہ گرم پتھر پر بیٹھے ہوں (ح ۱۶)

نماز جماعت کے بعد امام کو سنت و نوافل جائے امامت سے ہٹ کر (آگے یا پیچھے ہو کر) پڑھنا چاہیے (ح ۱۷، ۱۸) نماز فرض سے نماز نفل کا اتصال نہیں ہونا چاہیے، اگر مسجد میں ہی نوافل پڑھنا ہے، تو فرض و نوافل کے درمیان کلام (اذکار) سے فصل کرنا چاہیے یا گھر جا کر نوافل پڑھے۔ (ح ۱۹، ۲۰) نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے (ح ۲۰)

فقہاء نے مذکورہ احادیث اور باب الصلوۃ کی بعض دیگر روایات کے پیش نظر دو بنیادی ضوابط کا استنباط کیا ہے: ایک یہ کہ نماز جماعت کے بعد امام کی ہیئت میں قابل لحاظ اور محسوس تبدیلی ہونی چاہیے تاکہ یہ اشتباہ بالکلیہ ختم ہو جائے کہ امام کی نماز ابھی جاری باقی ہے، امام سلام پھیرنے کے بعد اپنی سابق ہیئت میں مذکورہ تبدیلی اللھم انت السلام الخ کے بقدر مختصر ذکر یا اس قدر محض بیٹھنے کے بعد ہی کرے تاکہ عجلت اور بے صبری کے بجائے وقار و متانت اور اعتدال ملحوظ رہے۔ اگر زیادہ بیٹھنا ہو تو ہیت تبدیل کر لے۔ دوسرے یہ کہ مقتدیوں کو بھی فرض و نفل کے درمیان ذکر

کے ذریعہ یا اپنی جگہ سے ہٹ کر فصل کرنا چاہیے تا کہ فرض و نفل میں کسی اتصال کا شائبہ نہ رہے' البتہ کسی فرض نماز اور اس سے متعلق سنن ونوافل میں غیر ضروری فصل نہیں ہونا چاہیے۔

احادیث کے مفہوم کی تعیین:

مسئلہ زیر بحث میں ان احادیث سے جو مجموعی صورتحال ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ:

امام کے لئے تمام ہی فرائض کے بعد قبلہ رو بیٹھے ہوئے' اللھم انت السلام الخ کے بقدر پڑھنا مستحب ہے حدیث عائشہ اس اس باب میں صریح اور عام ہے' ظہر مغرب اور عشاء کے ساتھ اس کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں' انصراف اور قعود مستقبل الناس بھی تمام ہی نمازوں میں مشروع ہے' حدیث سمرہ بن جندبؓ اور دیگر متعدد احادیث اس مسئلہ میں صریح اور عام ہیں' اسے فجر وعصر کے ساتھ خاص کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ اگر امام نماز کے بعد بیٹھنا نہ چاہے تو انصراف (قعود مستقبل الناس) کی کسی نماز میں کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرات شیخین کے عمل سے ظاہر ہوتا ہے' قعود مستقبل الناس کا ظہر' مغرب اور عشاء میں عام ہونے کی تائید حدیث ام سلمہ سے بھی ہوتی ہے جس میں وہ فرماتی ہیں کہ عہد رسالت میں خواتین فرض کے بعد فوراً اٹھ جاتیں اور آنحضور صحابہ کرام کے ساتھ جب تک چاہتے بیٹھتے' حضورؐ کا جائے امامت پر دیر تک بیٹھنا ظاہر ہے مستقبل القبلہ نہیں ہوتا تھا' کیونکہ حدیث عائشہ وحدیث سمرہؓ اس کی نفی کرتی ہے' پھر حضورؐ کا یہ عمل بلا تفریق ہر نماز میں ہی ہوتا تھا' کیونکہ خواتین جس طرح فجر وعصر میں شریک جماعت ہوتی تھیں' ظہر' مغرب اور عشاء میں بھی مسجد میں حاضر ہوتی تھیں' حدیث ابو رمثہ بھی اس کی موید ہے جس میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص سلام کے بعد متصلا نوافل کے لئے کھڑا ہو گیا۔ تو حضرت عمرؓ نے اسے پکڑ کر بٹھا دیا' اسی حدیث میں آگے یہ ذکر ہے کہ فرجع النبی ﷺ بصرہ (نبیؐ نے اپنی نگاہ اٹھا کر انہیں دیکھا) گویا آپ پہلے سے مستقبل الناس بیٹھے تھے تب ہی تو حضرت عمرؓ کو دیکھنے کے لئے آپ کو صرف نگاہیں اٹھانی پڑیں' یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی ہی نماز تھی جس کے بعد نفلیں پڑھی جاتی ہیں:

غرض احادیث میں نہ تو قعود مستقبل القبلہ کے سلسلہ میں نمازوں کے درمیان کوئی تخصیص وارد ہے اور نہ قعود مستقبل الناس کے سلسلہ میں کیونکہ اگر قعود مستقبل الناس صرف فجر وعصر میں آپ کا معمول ہوتا اور ظہر' مغرب اور عشاء میں نہ ہوتا تو اس کا ذکر نفیاً یا اثباتاً کسی نہ کسی طور ضرور ہوتا' کسی طرح کا ذکر نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ہر نماز میں آپ کا یہی معمول تھا یہی معاملہ قعود مستقبل القبلہ کا ہے' چنانچہ فقہائے احناف میں علامہ کاسانی ہر نماز میں (یعنی فجر و عصر' میں بھی) قعود مستقبل القبلہ بقدر اللھم انت السلام کے قائل ہیں اور علامہ اشرف علی تھانوی تمام نمازوں میں (ظہر' مغرب اور عشاء میں بھی) قعود مستقبل الناس کو مشروع جانتے ہیں اور ذرا فرق کے ساتھ یہی رائے صاحب نور الایضاح کی ہے۔

مسالک کا جائزہ:

۱۔ فرض کے بجائے نوافل کے بعد بیٹھنا:

امام شرنبلالی (صاحب نورالایضاح) نماز فرض کے بعد تاخیر سنت کو مکروہ اور تعجیل نفل کو مسنون سمجھتے ہیں' القیام الی اداء السنۃ متصلا بالفرض مسنون (طحطاوی علی مراقی الفلاح/۱۷۰) اس لئے انہوں نے ظہر' مغرب اور عشاء میں (جن میں فرض کے بعد نفل ہے) قعود مستقبل الناس' پر عمل کرنے کی صورت یہ تجویز فرمائی ہے کہ امام جماعت کے بعد پہلے بلا تاخیر سنت پڑھے' اس کے بعد لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے مگر یہ موقف کئی پہلوؤں سے کمزور ہے' کیونکہ یہ صورت احادیث میں نہ تو صراحتاً مذکور ہے' اور نہ اشارتاً' احادیث میں وارد' انصراف' سے سلام کے متصلاً بعد انصراف کے بجائے نوافل کے بعد انصراف مراد لینا حد درجہ تصنع اور غیر متبادر ہے' یہ صورت اس حدیث کے منشاء کے بھی خلاف ہے جس میں نفل کو گھر میں افضل قرار دیا گیا ہے' پھر فرض و نفل کے درمیان ماثور اذکار کا پڑھنا بھی تاخیر سنت کے ذیل میں نہیں آتا' جیسا کہ شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں۔ لاباس بقراءۃ الاوراد بین الفریضۃ و السنۃ (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح/۱۷۱) اسی لئے فقہائے احناف میں اور کوئی انصراف کی اس صورت کا قائل نہیں ہے۔

۲۔ قبلہ رو ہو کر بیٹھنا:

صاحب ردالمحتار (شامی) کے نزدیک قعود مستقبل القبلۃ بقدر اللھم انت السلام الخ ظہر' مغرب اور عشاء کے ساتھ مخصوص ہے اور صاحب بدائع الصنائع کے نزدیک احادیث میں تطبیق کی' یہی مناسب صورت ہو سکتی ہے' علامہ شامی نے انصراف والی حدیثوں کو فجر و عصر کے ساتھ اور اللھم انت السلام الخ کے بقدر قعود والی حدیث کو ظہر و مغرب و عشاء کے ساتھ خاص قرار دیا اور حضرات شیخین کے عمل کو ظہر' مغرب اور عشاء کے ساتھ مخصوص سمجھا۔

اس سلسلہ میں تحقیق طلب امر یہ ہے کہ اللھم انت السلام الخ اور اسی نوع کے دیگر مختصر اذکار کا محل کون سی ہیئت ہے سابق نماز کی استقبال قبلہ والی ہیئت یا انصراف کے بعد استقبال الناس والی ہیئت؟ اور یہ کہ پانچوں نمازوں میں وہ محل ایک ہی متعین ہیئت قعود ہے۔ اس سلسلہ میں نمازوں میں فرق ہے' حقیقت یہ ہے کہ حدیث عائشہ میں و لا یقعد الا مقدار ما یقول' کے الفاظ یہاں قعود مستقبل الناس کا مفہوم لینے میں مانع ہیں کیونکہ قعود مستقبل الناس میں اس مقدار کی تحدید کا کوئی قائل نہیں ہے لہذا یہ بات قطعی ہے کہ ان مختصر ماثور اذکار کا محل قعود مستقبل القبلہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ یہ متعین مقدار اسی قعود کا لازمہ ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ ظہر' مغرب' اور عشاء میں تو اللھم انت السلام الخ کا محل قعود مستقبل القبلۃ ہے لیکن فجر و عصر میں اس کا محل قعود مستقبل الناس ہے تو یہ اور بھی کمزور بات ہوگی' کیونکہ اول تو فجر و عصر کے بعد مستقبل الناس میں مقدار اللھم انت السلام الخ کی قید تسلیم کرنی ہوگی جس کا کوئی

قائل نہیں ہے' دوسرے یہ کہ ایک ہی عبادت میں ثابت شدہ حکم (ذکر بعد سلام) کو اس کی لازمی قید (مقدار اللھم انت السلام الخ) سے جدا کر کے دو الگ الگ محل میں ماننا اصولاً درست نہیں ہوسکتا۔ اس طرح یہ بات ثابت ہوئی کہ آپ کے معمولات میں اللھم انت السلام الخ کا محل قعود مستقبل القبلۃ ہی تھا اور یہ پانچوں نمازوں میں تھا' اذکار بعد السلام والی دیگر احادیث کے عموم سے بھی یہی مفہوم متبادر ہوتا ہے' صاحب بدائع قعود مستقبل القبلۃ کو مذکورہ ذکر کا محل صرف فجر وعصر میں اور صاحب ردالمحتار صرف ظہر' مغرب' اور عشاء میں مانتے ہیں حالانکہ زیادہ قرین سنت بات یہ ہے کہ یہ محل ذکر پانچوں ہی نمازوں میں ہے اور یہ معنی لینے میں کوئی مانع نہیں ہے پھر نماز کے بعد ان اذکار کو پڑھنے سے فرض وسنت میں فصل کا مقصد بھی پورا ہوتا ہے اور ان احادیث کے منشاء کی تکمیل ہوتی ہے جن میں فرض وسنت کے وصل سے منع کیا گیا ہے۔

۳۔ امام کا مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنا (یعنی انصراف کرنا)

حنفیہ کی مفتی بہ رائے یہ ہے کہ فجر وعصر میں قعود مستقبل الناس مستحب ہے' اور ظہر' مغرب اور عشاء میں قعود مستقبل القبلہ بقدر اللھم انت السلام الخ کے بعد متصلاً نفل پڑھنا مستحب ہے۔ انصراف کو فجر وعصر کے ساتھ خاص کرنے کی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ فرض کی ادائیگی کے بعد انصراف عن القبلہ (قبلہ سے مقتدی کی طرف پھرنا) یا تحول للتطوع (نفل پڑھنے کے لئے جائے امامت سے ہٹنا) بجائے خود مطلوب نہیں ہے۔ بلکہ اس کی اصل غرض زوال اشتباہ ہے جیسا کہ ردالمحتار میں بحوالہ بدائع الصنائع مذکور ہے: ان المقصود من الانحراف ھو زوال الاشتباہ ای اشتباہ انہ فی الصلوۃ (۱/۳۵۷) چونکہ زوال اشتباہ کے مقصد میں انصراف یا تحول للتطوع دونوں ہی یکساں ہیں بلکہ یہ مقصد ذھاب الی البیت (گھر کے لئے اٹھ کھڑا ہونا) سے بھی پورا ہوسکتا ہے اس لئے امام کو ظہر' مغرب اور عشاء میں تینوں باتوں کا اور فجر وعصر میں دو باتوں میں سے کسی ایک کا اختیار رہتا ہے' البتہ فجر وعصر میں اگر امام فوراً گھر نہ جانا چاہے تو اس کے لئے صرف ایک صورت (انصراف اور قعود مستقبل الناس) باقی رہتی ہے۔ جس سے کہ زوال اشتباہ کا مقصد پورا ہوسکتا ہے' ظہر' مغرب اور عشاء میں اگر امام فی الفور گھر نہ جانا چاہے تو اس کے لئے دو صورتیں اس مقصد کے لئے باقی رہتی ہیں یعنی انصراف یا تحول للتطوع چونکہ نفل پڑھنی ہی ہے اس لئے اسی کے ذریعہ زوال اشتباہ کے مقصد کو پورا کرنا آسان ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ فجر وعصر میں احناف نے انصراف کو اور ظہر مغرب اور عشاء میں تحول للتطوع (جائے امامت سے نفل پڑھنے کے لئے ہٹنا) کو معمول بہ قرار دیا' بدائع میں اس کی وضاحت یوں تحریر ہے: فان کانت صلوٰۃ لا تصلی بعدھا سنۃ کالفجر و العصر فان شاء الامام' قام و ان شاء قعد الا انہ یکرہ المکث و المکث علی ھیئۃ' مستقبل القبلۃ لما روی عن عائشۃؓ...... و لان مکثہ یوھم الداخل فی الصلاۃ فیقتدی بہ فیفسد

اقتداء ہ مکان المکث تعریضا الفساد اقتداء غیرہ به فلا یمکث' ولکنه لیستقبل القوم بوجهه ان شاء ان لم یکن بحذاءہ احد یصلي لما روی ان النبي ﷺ کان اذا فرغ من صلاة الفجر استقبل بوجهه اصحابه وقال هل رای احد کم رؤیا فیه بشری بفتح مكة (۱/۴۳۲)

ترجمہ: جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے جیسے فجر وعصر' ان میں امام چاہے تو سلام پھیرنے کے بعد اٹھ کھڑا ہو یا بیٹھا رہے...... البتہ قبلہ رواپنی سابق ہیئت پر بیٹھے رہنا روایت عائشہؓ کی بناپر مکروہ ہے۔ نیز یہ کہ یہ بات نئے آنے والے نمازی کو اس وہم میں ڈال سکتی ہے کہ امام ابھی نماز ہی میں ہے اس بناء پر وہ اس کی اقتداء کرنے لگے جو کہ فاسد ہوگی' گویا امام کا اپنی ہیئت پر ٹھہرے رہنا دوسرے کی فاسد اقتداء کا باعث بن سکتا ہے لہذا وہ ایسی ہیئت پر نہیں ٹھہرے گا' بلکہ اگر چاہے تو اپنا رخ لوگوں کی طرف کرلے گا' الا یہ کہ اس کے بالکل سامنے کوئی نماز میں مصروف ہو' چنانچہ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ جب آپ نماز فجر سے فارغ ہوتے تو صحابہ کی طرف رخ کرکے پوچھتے' کیا کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے' اصل میں آپؐ کو ایک ایسے خواب کا انتظار تھا جس میں کہ فتح مکہ کی بشارت دی گئی ہو۔

وان کانت صلاة بعدها سنته یکره له' المکث قاعداً وکراهة القعود مرویة عن الصحابة...... ولأن المکث یوجب اشتباه الامر علی الداخل فلا یمکث' ولکن یقوم ویتنحی عن ذالک المکان ثم یتنفل لما روی عن ابی هریرة عن النبي ﷺ انه' قال: أیعجز احدکم' اذا فرغ من صلاته ان یتقدم او یتاخر (۱/۴۳۲)

ترجمہ: جس نماز کے بعد سنت ہے' اس میں امام کے لئے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے رہنا مکروہ ہے یہ کراہت صحابہ سے مروی ہے...... نیز یہ کہ سلام کے بعد اپنی ہیئت پر ٹھہرے رہنا نئے آنے والے نمازی پر معاملہ کو مشتبہ کرنے والی بات ہے لہذا امام اپنی ہیئت پر نہیں ٹھہرے گا' بلکہ اٹھ کھڑا ہوگا' اور اس جگہ سے ہٹ کر نفل پڑھے گا' کیونکہ حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اپنے کو اس بات سے عاجز پاتا ہے کہ اپنی نماز فرض سے فارغ ہوکر کچھ آگے یا پیچھے ہٹ جائے۔

اس سلسلہ میں غور طلب امر یہ ہے کہ ظہر' مغرب اور عشاء میں "ذهاب الی البیت" گھر جانے کی صورت کو خارج کرکے قعود مستقبل الناس (لوگوں کی طرف رخ کرنا) یا تحول للتطوع (ہٹ کر نفل پڑھنا) کی جو صورتیں بچتی ہیں ان میں سے سنت نبوی سے قریب کون ہے؟ احادیث سے یہ بات پہلے ہی بالوضاحت سامنے آچکی ہے کہ قعود مستقبل الناس (لوگوں کی طرف رخ کرکے بیٹھنا) ہی تمام نمازوں میں آپ کا معمول تھا۔ لہذا یہی صورت امام کے لئے ظہر' مغرب اور عشاء میں مستحب قرار پائے گی۔ اور زوال اشتباہ کا مقصد اس سے بھی بدرجہ اتم پورا ہو جائے

گا۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا اشرف علی تھانویؒ جگہ سے ہٹ کر نفل پڑھنے کو سہل قرار دینے کے باوجود قعود مستقبل الناس کو ان نمازوں میں بھی مشروع قرار دیتے ہیں۔

اس بحث سے یہ بات پوری طرح ثابت ہوگئی کہ اللھم انت السلام الخ کے بقدر قبلہ رو بیٹھنا بلا تفریق ہر نماز میں امام کے لئے مستحب ہے' اسی طرح مقتدیوں کی جانب مڑ کر دیکھنا بلا تخصیص ہر نماز میں مندوب ہے۔

مقتدیوں کی طرف رخ کر کے بیٹھنے کی صورت:

اب سوال یہ ہے کہ انصراف واستقبال الناس کی صرف ایک ہی صورت ہے یا متعدد مشروع صورتیں ہیں؟ فقہا کرام نے اس کی تین صورتوں کا تذکرہ کیا ہے:

۱۔ مستقبل الناس منحرفا عن یمنیه (دائیں طرف مائل ہو کر مقتدیوں کی طرف رخ کرنا)

۲۔ مستقبل الناس منحرفا عن یسارہ و القبلة عن یمنیه (بائیں طرف مائل ہو کر مقتدیوں کی طرف رخ کرنا' اس طرح کہ قبلہ دائیں طرف ہو)

۳۔ مستقبل الناس مستدبر القبلة (مقتدیوں کی طرف سیدھے رخ کرنا کہ پیٹھ قبلہ کی طرف ہو)

منیۃ المصلی کی شرح غنیۃ المتملی میں درج ہے:

فان اتمت صلاة الامام فهو مخير ان شاء انحرف عن يسارہ و جعل القبلة عن يمنيه' و ان شاء انحرف عن يمنيه...... و ان شاء استقبل الناس بو جهه ...... هذا...... اذا لم يكن بعد الصلاة المكتوبة تطوع كالفجر و العصر (غنیۃ المتملی/۳۴۰)

ترجمہ: جب امام نماز پڑھا چکے تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو اپنے بائیں جانب مڑے اور قبلہ کو دائیں طرف رکھے' یا اپنے دائیں طرف مڑے...... یا سیدھے لوگوں کی طرف رخ کرے...... یہ صورت اس نماز میں ہے جس میں فرض کے بعد نفل نہ ہو جیسے فجر اور عصر۔

احادیث میں اقبال علی الناس بوجهہ' (لوگوں کی طرف رخ کرنا) کے الفاظ مطلق بھی مذکور ہیں اور عن الیمین (دائیں طرف مڑ کر) نیز عن الشمال (بائیں طرف مڑ کر) کی قید کے ساتھ بھی اطلاق کی صورت میں دو مطلب ہو سکتے ہیں: ایک یہ کہ آپ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوں' دوسرے یہ کہ انصراف عن الیمین (دائیں طرف مڑنا) یا عن الیسار (بائیں طرف مڑنا) کو ہی اقبال علی الناس بوجهہ' سے تعبیر کیا گیا ہو' فقہاء نے عام طور پر استقبال الناس کو عن اليمين او اليسار ' پر ہی محمول کیا ہے' صاحب نفع قوت المغتذی (حاشیہ ترمذی) نے اس پر درج ذیل تشریحی نوٹ قلمبند کیا ہے:

على يمينه و على شماله يعني ان الامر واسع لم يجب الاقتصار على

جانب واحد لما يجي، وقد صح الامران عنه ﷺ لما يروى عن علي انه قال ان كانت حاجته الخ قال علي القاري: فان استوى الجانبان فينصرف الى اى جانب شاء واليمين اولى، لانه ﷺ كان يحب التيامن في كل شئي انتهى، فعلم من ذالك ان الانصراف على اليمين مندوب، وعلى الشمال رخصة، كذا يفهم من الطيبي، وقول ابن مسعودؓ لا يجعل احدكم للشيطان الخ هذا اذا اعتقد الوجوب كما يدل كلمة عليه، قال الطيبي فيه ان من اصر على ماهو مندوب وجعل عزما ولم يعمل بالرخصة فقد اصاب منه الشيطان من الاضلال (ترمذی ۱/۴۰)

ترجمہ: دائیں اور بائیں مڑ کر بیٹھنے کا مطلب یہ ہوا کہ معاملہ میں کشادگی ہے، مخصوص طور پر کسی ایک ہی جانب میں حصر کرنا واجب نہیں ہے، نبیؐ سے دونوں ہی طرح بیٹھنا ثابت ہے جیسا کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ جیسی ضرورت ہوتی آپؐ ویسا ہی کرتے، ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اگر امام کیلئے دونوں ہی جانب برابر ہوں تو جس طرف چاہے مڑے، البتہ دائیں جانب زیادہ بہتر ہے، کیونکہ نبیؐ کو ہر چیز میں تیامن (دائیں ہاتھ سے اور دائیں طرف سے شروع کرنا) پسند تھا، اس سے معلوم ہوا کہ دائیں طرف مڑنا مستحب ہے اور بائیں طرف رخصت ہے، علامہ طیبی کے بیان سے یہی سمجھ میں آتا ہے، جہاں تک حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اس قول کا تعلق ہے کہ ''تم میں سے کوئی اپنی نماز میں یہ باور کر کے شیطان کے لئے حصہ نہ بنادے کہ اس پر دائیں طرف یہی مڑنا واجب ہے'' یہ دراصل اسوقت ہے جب واجب ہونے کا اعتقاد رکھے جیسا کہ حقاً علیہ میں لفظ علیہ سے واضح ہے اس سلسلہ میں علامہ طیبی کہتے ہیں کہ جو شخص کسی مندوب چیز پر اصرار کر کے اسکو لازم بنادے اور رخصت پر عمل نہ کرے تو ایسے شخص سے شیطان گمراہ کرنے کا کچھ حصہ پا لیتا ہے۔

جائے امامت سے ہٹ کر نفل پڑھنا (تحول للتطوع)

نفل پڑھنے کے لئے جائے امامت سے ہٹنے کی چار صورتیں کتب فقہ میں مذکور ہیں:

۱۔ تحول يمنياً (دائیں ہٹ کر پڑھنا)

۲۔ أو شمالا (بائیں ہٹ کر پڑھنا)

۳۔ أو أماما (آگے ہٹ کر پڑھنا)

۴۔ أو خلفاً (پیچھے ہٹ کر پڑھنا)

دو مزید صورتیں ہیں جو تحول کی تو نہیں ہیں مگر وہ تطوع (نفل پڑھنے) ہی سے متعلق ہیں: ایک انتقال الی

البیت للتطوع (نفل کے لئے گھر جانا) اور دوسرے تطوع خلف المقتدی فی المسجد (مسجد میں مقتدیوں کے پیچھے نفل پڑھنا) گویا ضابطہ یہ ہے کہ امام جائے امامت پر نفل نہ پڑھے، یہ مکروہ ہے:

یکرہ للامام التنفل فی مکانہ' (ردالمحتار ۱/۳۵۶) باقی جہاں چاہے پڑھے۔

وخیرہ' فی المنیة بین تحولہ یمینا و شمالا و اماما و خلفا و ذھابہ نبیتہ (اردارالمختار بھامش ردالمحتار ۱/۳۵۷)

یعنی کتاب منیۃ المصلی میں امام کے لئے پانچ متبادل ہیں ان میں سے جسے چاہے اختیار کرے: دائیں طرف ہٹے یا بائیں طرف یا آگے کی جانب یا پیچھے کی جانب یا اپنے گھر چلا جائے۔

وفی المنیة ...... وان کان بعدھا تطوع وقام یصلیہ یتقدم او یتاخر او ینحرف یمینا او شمالا او یذھب الی بیتہ فیتطوع ثمہ (۱/۳۵۷) یعنی منیۃ المصلی، میں مذکور ہے کہ اگر فرض کے بعد نفل ہو تو بھی یہ پانچوں متبادل ہیں: آگے بڑھ کر نماز پڑھے یا پیچھے ہٹ کر یا دائیں ہٹ کر یا بائیں ہٹ کر یا گھر جا کر۔

فتاوی ہندیہ کی عبارت درج ذیل ہے:

واذا سلم الامام من الظھر و المغرب و العشاء کرہ لہ المکث قاعدا' لکنہ یقوم الی التطوع' ولا یتطوع فی مکان الفریضة ولکن ینحرف یمنة او یسرة او یتاخر' وان شاء رجع الی بیتہ یتطوع فیہ' ان کان مقتدیا او یصلی وحدہ ان لبث فی مصلاہ یدعو جاز و الکل سواء (۱/۷۷)

ترجمہ: ظہر، مغرب اور عشاء میں جب امام سلام پھیر لے تو اس کے لئے بیٹھے رہنا مکروہ ہے، بیٹھنے کے بجائے وہ نفل پڑھنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوگا۔ جس جگہ فرض نماز پڑھائی ہے۔ ٹھیک اسی جگہ نفل نہیں پڑھے گا بلکہ تھوڑا دائیں یا بائیں یا پیچھے ہٹ جائے گا۔ یا چاہے تو گھر جا کر نفل پڑھے، البتہ اگر نمازی مقتدی یا منفرد ہو تو اس کے لئے اپنی جگہ پر ٹھہر کر ذکر ودعا کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ اپنی سابق ہی جگہ پر یا پیچھے ہٹ کر یا ذرا دائیں یا بائیں ہٹ کر نفل کے لئے کھڑا ہو، یہ سب صورتیں اس کے لئے برابر ہیں۔

سلام پھیرنے کے بعد اذکار:

نماز جماعت کے بعد کون سی اذکار پڑھی جائیں، اس سلسلہ میں چند بنیادی باتیں پیش نظر رہنی چاہیں:

سلام پھیرنے کے متصلاً بعد حالت قعود مستقبل القبلہ میں یعنی قبلہ رو بیٹھے ہوئے ذکر یا دعا کی مقدار حدیث کی رو سے اللھم انت السلام الخ کے بقدر ہے طحطاوی نے اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

انه ليس المراد انه ﷺ كان يقول ذالك بعينه، بل كان يقعد زمانا يسع ذالك المقدار و نحوه من القول تقريبا ...... لأن المقدار المذكور من حيث التقريب دون التحديد، فقد يسع كل واحد من هذه الاذكار لعدم التفاوت الكثير بينهما (طحطاوی علی مراقی الفلاح/۱۷۰)

ترجمہ: یہ مطلب نہیں ہے کہ نبیؐ ہمیشہ بعینہ یہی ذکر ورد کرتے تھے، بلکہ اصل واقعہ یہ ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد اپنی ہیئت پر اتنی دیر بیٹھے رہتے تھے جتنے میں اللھم انت السلام الخ یا تقریباً اتنے ہی کلمات ذکر ادا کئے جا سکیں ...... کیونکہ مذکورہ مقدار کی حیثیت تقریبی ہے نہ کہ تحدیدی ...... ان اذکار میں سے ہر ایک کی گنجائش یہاں موجود ہے، کیونکہ ان دونوں (اللھم انت السلام الخ اور کسی منقول ذکر) کے درمیان زیادہ فرق نہیں ہے۔

یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ نماز کے بعد دو طرح کے اذکار روایات میں منقول ہیں۔ ایک قسم کے اذکار وہ ہیں جو حضورؐ امامت فرمانے کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ یہاں یہی اذکار مراد ہیں، دوسری قسم ان اذکار وادعیہ اور تعوذات کی ہے جن کی تلقین آپؐ نے وقتاً فوقتاً مختلف صحابہ کرام کو مقتدی یا منفرد کی حیثیت سے نماز کے بعد پڑھنے کے لئے فرمائی یا آپؐ نوافل وغیرہ کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ علامہ ابن ھمام لا یقعد الامقدار مایقول اللھم انت السلام الخ، کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مقتضى العبارة ان يفصل بذكر قدر ذالك تقريباً، فاما مايكون من زيادة غير متقاربة مثل العدد (المنقول) من التسبيحات و التحميدات و التكبيرات فينبغي استنان تاخيره عن السنة البتة، و كذا آية الكرسي وما ورد في الاخبار لا يقتضي وصل هذه الاذكار بل كونها عقيب السنة (حاشیہ ترمذی ۱/۳۹)

ترجمہ: عبارت کا مقتضی یہ ہے کہ تقریباً اس مقدار کے ذکر ودعا سے (فرض ونفل کے درمیان) فصل کیا جائے۔ اور جو گنتی کر کے پڑھنے کے لئے کچھ مزید کلمات تسبیح وحمد وتکبیر منقول ہیں، انہیں سنت کے بعد پڑھنا مسنون ہے (نہ کہ فرض کے بعد) اسی طرح آیۃ الکرسی اور دیگر ماثور اذکار کو فرض سے متصلا پڑھنا اس کا مقتضی نہیں ہے، بلکہ سنت کے بعد انہیں پڑھنا چاہیے۔

آخر میں اس بات کا استحضار ضروری ہے کہ اس مسئلہ کی نوعیت بالاتفاق کلیۃً استحبابی ہے۔ مسئلہ کو احادیث و اسوہ رسولؐ اور آثار وعمل صحابہ کی روشنی میں سمجھ لینے کے بعد ہر استحبابی عمل کی طرح یہاں بھی امام مسجد کو اختیار ہے کہ حسب موقع وضرورت جس پر چاہے عمل کرے۔ اللھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه.